سوال

(75) حقیقی چچا کا نکاح پڑھانا

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین ازروئے شرع شریف کہ زید صحیح الاعتقاد اہل حدیث متبع سنت ہے۔ زید کی لڑکی عمر 11 سالہ نابالغہ صوم وصلوۃ کی پابند مذھبا اہل متبع سنت ہے۔ زید کی لڑکی عمر 11 سالہ نابالغہ صوم وصلوۃ کی مذہبا اہل حدیث نماز سنت کے مطابق ادا کرتی ہے۔ قرآن شریف وچند اردو کی اسلامی کتابیں پڑھ چکی ہے ان شاء اللہ قریب بلوغ تک حاصل کر لے گی۔ مذکورلڑکی کے لئے زید کا حقیقی چچا اپنے لڑکے کے لئے خطبہ کرتا ہے۔

اب عرض یہ ہے کہ زید کا چاچا کہلانے کو تو اہل حدیث ہے لیکن نماز میں آمین رفع الیدین کرنے کا عادی نہیں۔ اپنی دونوں بیٹیوں کی شادی حنفی مذہب کے اشخاص سے کردی ہے زوررنج وفحش گو ہے لڑکا جس کے لئے خطبہ کرتا ہے۔ 10/8 سال سے بالغ ہے صلوۃ کا پابند نہیں اور نہ ہی جماعت اہل حدیث سے موانست رکھتا ہے جب کبھی نماز پڑھتا ہے تو آمین رفع الیدین وغیرہ سنت کے مطابق پوری نہیں کرتا سادہ قرآن شریف بھی نہیں پڑھا ہوا ہے۔ داڑھی بالکل خشخاص قینچی سے کترا کر رکھتا ہے۔ بال بچوں والی ہمشیر گان پر غصہ کے وقت جوتا اتار لیتا ہے اور مار پیٹ بھی کرلیتا ہے ممنوعہ مجالس عرس میلہ میں بھی شرکت کرلیتا ہے۔

کیا زید ایسے شخص سے جوکہ قریبی رشتہ دار ہے اس کے سوا اور کوئی رشتہ دار نہیں اپنی لڑکی مذکورہ بالا کا رشتہ کردے یا غیر رشتہ میں اہل حدیث متبع سنت کردے اگر رشتہ میں فتوی کا ہے تو اس آیات قرآن کا کیا مفہوم ہے؟ جس میں صلہ رحمی کرنے کا حکم اور قطع رحمی کی ممانعت ہے؟ مفصل بیان قرآن شریف وحدیث سے فرمایا جائے۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

صورت مسئولہ میں زید اپنی لڑکی کا نکاح اپنے چچا کے لڑکے کے بجائے کسی پابند شریعت متدین متبع سنت شخص سے کرے اگرچہ وہ زید کا رشتہ دار نہ ہو۔ باپ بلکہ ہر ولی پر فرض ہے کہ اپنی لڑکی اور موالیہ کے نکاح کے وقت اس کے فائدہ اور نفع کا خیال رکھنے کے ساتھ ہونے والے شوہر کے اخلاق وعادات اور تدین وتقوی کا پورا لحاظ رکھے یعنی: اپنی مولیہ کے لئے ایسا شوہر تلاش کرے جو پابند شریعت ہو اور جس کے ساتھ لڑکی کی زندگی اچھی طرح بسر ہوسکے۔

زید کا اپنے چچا کے بیٹے کی بجائے غیر رشتہ دار میں کسی متبع سنت متدین شخص سے نکاح کرنا صلہ رحمی والی آیات واحادیث کے خلاف نہیں ہوگا صلہ رحمی کے حکم اور قطع رحم کی ممانعت کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اپنے نفع اور نقصان سے آنکھیں بند کرلی جائیں اور اپنی یا اپنے بچوں کی زندگی کو خطرہ میں ڈالے اور تباہ کرنے کی صورت اختیار کی جائے۔ مکتوب

اسباب (جواز نکاح صغائر) میں امام بخاری کا مابہ الاستدلال وہ چیزیں ہیں:

(1)آیہ کریمہ : وَاللَّائِي لَمْ يَحِضْنَ (الطلاق:4)

(2)حدیث حضرت صدیقہ : اَن النبی صلی اللہ علیہ وسلم تزجہا وہی بنت ست سنین ان دونوں چیزوں سے استدلال اس باب میں صحیح نہیں ہے۔اول :یعنی استدلال بایۃ کریمہ اس لئے صحیح نہیں ہے کہ یہ استدلال بوجوہ مخدوش ہے :

وجہ اول :اس آیت سے استدلال اس باب پر موقوف ہے کہ وَاللَّائِي لَمْ يَحِضْنَ (الطلاق:4)میں صغائر ہی داخل ہیں اور یہ بات چیز منع نہیں ہے کیوں نہیں جائز ہے کہ اس میں صرف وہی عورتیں داخل ہو جو حیض کا سن رکھتی ہوں اور کسی بیماری کی وجہ سے حیض ان کو نہ آتا ہو۔اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ عورتوں کی دو قسمیں ہیں :

(1)حائض۔(2)غیر حائض۔

پھر غیر حائض کی بھی دو قسمیں ہیں :

(1)آئسہ (2)غیر آئسہ۔

پھر غیر آئسہ کی بھی دو قسمیں ہیں

(1)کبیرہ مریضہ بمرض مذکور۔(2)صغیرہ۔

الحاصل عورتوں کی پانچ قسمیں ہیں :

(1)حائض (2)حامل (3)آئسہ (4)کبیرہ مریضہ بمرض مذکور (5)صغیرہ۔

اللہ تعالیٰ نے ان پانچوں میں تین کی عدت آیتوں میں بیان فرمادیں :

چنانچہ نمبر (1)کی عدت آیۃ کریمہ : وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ (البقرہ:228) میں بیان فرمادیں

(2)عدیت کی آیت کریمہ : وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَن يَضَعْنَ (الطلاق:4)

(3)نمبر تین کی عدت : وَاللَّائِي يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيضِ مِن نِّسَائِكُمْ إِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلَاثَةُ أَشْهُرٍ (الطلاق:4)میں بیان فرمادی۔رہ گئی نمبر (4)ونمبر (5)اور رہ گئی ایک آیۃ وَاللَّائِي لَمْ يَحِضْنَ (الطلاق:4)

اب یہاں غور طلب صرف یہ امر ہے کہ آیۃ میں ان دونوں کی عدت کا بیان ہے یا صرف نمبر (4)کی عدت کا بیان ہے یا صرف نمبر (5)کی عدت کا بیان۔اگر یہ دو امر ثابت ہوجائیں :

(1)یہ کہ طلاق کی عدت اسی عورت پر واجب ہے جو نکاح کے بعد مدخولہ بھی ہو چکی ہو اور جو نکاح کے بعد مدخولہ نہ ہو چکی ہو اس پر طلاق کی عدت واجب نہیں۔

(2)یہ کہ صغیرہ شرعا مدخولہ نہیں تو یہ امر بخوبی ثابت ہوجائے گا کہ آیۃ کریمہ وَاللَّائِي لَمْ يَحِضْنَ (الطلاق:4)میں نہ ان دونوں نمبروں (4/5)کی عدت بیان ہے ورنہ صرف نمبر (5)کی عدت کا بیان بلکہ اس میں صرف نمبر (4)کی عدت کا بیان ہے۔

واضح ہو کہ یہ دونوں امر ثابت ہیں۔ان کا ثبوت آیہ کریمہ ہے يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنَاتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوهُنَّ مِن قَبْلِ أَن تَمَسُّوهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّونَهَا فَمَتِّعُوهُنَّ وَسَرِّحُوهُنَّ

سَرَاحًا جَمِيلًا سورة الاحزاب :49) اس آیۃ سے ثابت ہے کہ طلاق کی عدت اس عورت پر واجب ہے جو نکاح کے بعد مدخولہ ہو چکی ہو اور جو نکاح کے بعد مدخولہ نہ ہو چکی ہو اس پر طلاق کی عدت واجب نہیں۔ اور دوم ثبوت یہ آیۃ کریمہ ہے نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّىٰ شِئْتُمْ (سورۃ البقرہ :223) اَی فأتوهن من حيث انهن حرثكم اور یہ ظاہر ہے کہ صغیرہ من حیث اَنها صغیرۃ حرث ہونے کی صالح نہیں ہے پس اس کا شرعا مدخولہ ہونا بھی منتقیٰ ہے یعنی : وہ شرعا مدخولہ نہیں ہے۔ واضح ہو کہ یہ فعل (مجامعت) درحقیقت بقا و نسل کے لئے ہے اور اس خاص فعل کے لئے حکمت بالغہ سے کام لیا گیا ہے کہ انسان کیا حیوانات بھی اس جوش اور میلان طبعی کے ساتھ اس کام میں مصروف ہوتے ہیں جس کا مشاہدہ شاہد عدل ہے۔ اور صغیرہ ان دونوں باتوں سے محروم ہے ے اور یہ یک مسئلہ ہے جس میں اطباء یونائی وغیرہ یونانی سب ہم زبان ہیں کسی کو بھی اس میں اختلاف نہیں ہے یہاں تک کہ قانون شاہی جو رائج الوقت ہے اس میں صغیرہ کے ساتھ ہم بستر ہونا بنظر اوس کے مضار کے قطعا ممنوع کر دیا گیا ہے۔

یہاں سے بخوبی واضح ہو گیا کہ آیۃ کریمہ واللائی لم یحضن میں نمبر (5) یعنی : صغیرہ داخل نہیں ہے۔ یعنی : اس آیت میں صغیرہ کی عدت کا بیان نہیں ہے نہ انفرادا و نہ اشتراکا۔ بلکہ اس آیت میں صرف نمبر (4) کی عدت کا بیان ہے ے یعنی : اس آیت میں وہی عورتیں مراد ہیں جو بانجھ اور سن ایاس کو جس میں حیض سے ناامیدی ہو جاتی ہے نہیں پہنچی ہے بلکہ ابھی ایسا سن رکھتی ہیں جس میں حیض کے آنے کی امید ہے لیکن جو اسباب کہ حیض کے بند ہو جانے کی ہیں جن کی تفصیل کتب طبیہ میں مذکور ہے۔ (جیسے قلت خون یا انسداد افواہ عروق رحم بسبب حرارت یا برودت یا یبوست یا بسب فربھی یا بہ سبب انحراف رحم یا غیر ذلک) انہیں اسباب میں سے کسی سبب سے اون کا حیض بند ہو گیا ہے پس اس قسم کی عورتیں آیۃ کریمہ مذکرہ کے تحت میں داخل ہیں نہ صغیرہ۔ اور جب صغیرہ آیۃ کریمہ مذکورہ کے تحت میں داخل ہی نہیں تو اس آیۃ سے استنباط جواز نکاح صغائر کیوں کر صحیح ہو سکتا ہے؟ فضلا عن اَن یکون الاستنباط حسنا

وجہ دوم : آیۃ کریمہ وَاللَّائِي لَمْ يَحِضْنَ (الطلاق :4) کی تقدیر عبارت بنظر اس کے سیاق (واللائی یئس من المحیض من نسائکم) کے یہ ہے : وَاللَّائِي لَمْ من نسائکم

پس استدلال اس آیت سے اس بات پر موقوف ہے کہ صغائر بھی لسان عرب میں نساء ہوں لیکن صغائر لسان عرب میں نساء نہیں ہیں

وجہ سوم : وَاللَّائِي لَمْ يَحِضْنَ (الطلاق :4) صفت ہے اس کے لئے کوئی موصوف چاہئے اور موصوف بجز لفظ المنکوحات المطلقات کے اور کیا ہو سکتا ہے تو تقدیر عبارت یہ ہوئی : المنکوحات المطلقات اللائی لم یحضن پس استدلال اس آیت سے اس بات پر موقوف ہے کہ اولا صحت نکاح صغائر اسی آیت سے ثابت کیا جائے تو یہ دور صریح ہو گی و ہو کما تری

ثانی : یعنی استدلال بحدیث صدیقہ صدیقہ اس لئے صحیح نہیں ہے کہ یہ استدلال بھی بوجوہ مخدوش ہے :

وجہ اول : حافظ ابن حجر نے فتح الباری 27/9 میں اا بن بطال کا یہ قول نقل کرکے اس کے دو جواب دیتے ہیں : پہلا جواب یہ دیا ہے : كَأَنَّهُ أَخَذَ ذَلِكَ مِنْ عَدَمِ ذِكْرِهِ وَلَيْسَ بِوَاضِحِ الدَّلَالَةِ بَلْ يَحْتَمِلُ أَنْ يَكُونَ ذَلِكَ قَبْلَ وُرُودِ الْأَمْرِ بِاسْتِئْذَانِ الْبِكْرِ وَهُوَ الظَّاهِرُ فَإِنَّ الْقِصَّةَ وَقَعَتْ بِمَكَّةَ قَبْلَ الْهِجْرَةِ

وجہ دوم : حافظ ابن حجر نے فتح الباری 97/9 میں ابن بطال کے قول مذکور کا دوسرا جواب یہ دیا ہے : حکی عن ابن حزم عن ابن شبرمة أنه زعم أن تزوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم عائشة وہی بنت ست سنین کام من خصائصه

وجہ سوم : حکی العلامة الزیلعی فی نصب الرایة فی تخریج أحادیث الهدایة عن النووی : أن اا الصحیح عند الأصولین تقدیم القول إذا عارضة الفعل لأن القول یتعدی الی الغیر والفعل قد یقتصر علیه

اب رہا مہلب کا قول : اجمعو أنه یجوز للأب تزویج ابنته الصغیرہ ولو کانت لا یوطا مثلها الخ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ مسئلہ اجماعی نہیں ہے بلکہ اختلافی ہے۔ چنانچہ حافظ نے فتح الباری میں مہلب کے اس قول کو نقل فرما کر اس مسئلہ میں اختلاف ثابت کر کے اس اجماعی ہونا باطل کر دیا ہے چنانچہ فرماتے ہیں : إِلَّا أَنَّ الطَّحَاوِيّ حکی عَن ابن شُبْرُمَة مَنعه فِيمَن لَا تُوطَأ وَحکی بن حزم عَن ابن شُبْرُمَة مُطلقًا أَنَّ الْأَبَ لَا يُزَوِّجُ بِنْتَهُ الْبِكْرَ الصَّغِيرَةَ حَتَّى تَبْلُغَ وَتَأْذَنَ (فتح الباری 97/9) اور یہ کفایہ باب الاولیاء والاکفاء میں ہے : قال ابن شبرمه وابو بکر : أنه لا یزوج الصغیر والصغیرة أحد حتی یبلغا الخ اور یہی فتح الباری میں ہے : وَقَدِ احْتَجَّ بَعْضُ الشَّافِعِيَّةِ بِحَدِيثِ لَا تُنْكَحُ الْيَتِيمَةُ حَتَّى تُسْتَأْمَرَ قَالَ فَإِنْ قِيلَ الصَّغِيرَةُ لَا تُسْتَأْمَرُ قُلْنَا فِيهِ إِشَارَةٌ إِلَى تَأْخِيرِ تَزْوِيجِهَا حَتَّى تَبْلُغَ فَتَصِيرَ أَهْلًا لِلِاسْتِئْمَارِ فَإِنْ قِيلَ لَا تَكُونُ بَعْدَ الْبُلُوغِ يَتِيمَةً قُلْنَا التَّقْدِيرُ لَا تُنْكَحُ الْيَتِيمَةُ حَتَّى تَبْلُغَ فَتُسْتَأْمَرَ جَمْعًا بَيْنَ الْأَدِلَّةِ الخ اور ملا علی قاری مرقاۃ شرح مشکوۃ میں فرماتے ہیں : ثم هل قبل البلوغ لا معنی لاذنها ولا

لاباٴسہا فکاٴنہ صلی اللہ علیہ وسلم شرط بلوغہا فمعناہ لا تنکح حتی تبلغ فتستامر الخ

الحاصل یہ مسئلہ اختلافی ہے نہ اجماعی۔ اس لئے کہ اجماع میں کل کا اتفاق شرط ہے کہ اگر ایک بھی مخالف ہوگا اجماع منعقد نہ ہوگا اور وہ مسئلہ اختلافی ہی رہے گا منار میں ہے: والشرط اجتماع الکل وخلاف الواحد مانع کخلاف الاکثر الخ اور تنقیح میں ہے وعند البعض لایسترط اتفاق الکل بل الاَکثر کاف وعندنا یشترط لاَن الحجۃ اجماع الامۃ فما بقی اَحد من الامۃ لایکون اجماعا وربما کان اختلف الصحابۃ والمخالف واحد بمقابلۃ الجمع الکثیر الخ اور حدیث مسلم: یارسول اللہ انت اَبر الناس واَوصل الناس وقد بلغن النکاح الحدیث اور حدیث صحیحین لا تنکح الاَیم حتی تستامر ولا تنکح البکر حتی تستاذن سے حکم عام لیا گیا ہے اور اس عام حکم کے لینے میں قیاس کو کوئی دخل نہیں دیا گیا۔ واللہ اعلم

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ شیخ الحدیث مبارکپوری

جلد نمبر 2۔کتاب النکاح

صفحہ نمبر 196

محدث فتویٰ